قرآن میں شراب والی آیات امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا عمر ابن خطاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟

شیعوں نے امیر المؤمنین علی (ع) پر وہابیوں کی طرف سے شراب پینے کی تہمت کا کیا جواب دیا ہے؟

بعض اہل سنت اور وہابی امیر المؤمنین علی پر شراب پینے کی تہمت لگاتے ہی ?ں، اس بارے میں شیعوں کا کیا جواب ہے؟

پیشکش

حق سر بلند

مزید تحقیقات کے لیے فالو کریں ہمارا چینل

https://whatsapp.com/channel/۰۰۲۹VbBZkQrADTO۹tqp۵XV۱A

قرآن میں شراب والی آیات امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا عمر ابن خطاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟ ۴

- جواب: ۵

شراب کی آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟ ۶

ابو بکر اور عمر کا دوسرے ۹ مسلمانوں کے ساتھ مل کر شراب پینا ۷

عمر کا اپنی خلافت کے دور میں شراب پینا ۱۲

- قول عمر: یہ کتنی اچھی شراب ہے ۱۲
- عمر نبیذ کو غذا ہضم کرنے کے لیے پسند کرتا تھا ۱۴
- عمر اپنی خلافت کے دور میں شراب میں پانی ملا کر پیتا تھا ۱۵
- حالت احتضار میں بھی عمر کا شراب پینا ۱۷
- اہل سنت کی کتب میں نبیذ کا معنی ۱۸
- معاویہ کا شراب خواری کرنا ۱۹
- معاویہ کا شراب پینا اور اپنے مہمان سے بھی کہنا کہ وہ بھی شراب پیئے ۱۹
- معاویہ اور شراب کی تجارت (کاروبار) کرنا ۲۰

امیر المؤمنین علی (ع) پر اہل سنت اور وہابیوں کی طرف سے لگائی گئی تہمت کے بارے میں علمی بحث اور تحقیق ۲۱

- اس روایت کی ردّ میں علمائے اہل سنت کے اقوال ۲۱
- اہل سنت کی صحاح ستۃ میں امیر المؤمنین علی (ع) پر تہمت والی روایت کے بارے میں بحث ۲۲
- ان روایات کے معنی و مفہوم کے بارے میں بحث ۲۳
- روایات کی سند کے بارے میں بحث ۲۴
- عطائ بن سائب، پاگل ہو گیا تھا ۲۶
- ابو جعفر الرازی، روایت کو نقل کرنے میں ضعیف تھا ۲۷

- سفیان ثوری، مدلس مشہور کہ جو پاگل راویوں سے بھی روایات کو نقل کرتا تھا ۲۸
- تدلیس کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اقوال ۳۰
- سفیان ثوری، پاگلوں سے بھی روایات کو نقل کیا کرتا تھا ۳۰
- سفیان، رسول خدا (ص) کے دشمنوں سے بھی روایت کو نقل کرتا تھا ۳۰
- کیا اس جیسے ناصبی اور دشمن رسول خدا (ص) کی روایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ ۳۱
- امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب نوشی کی تہمت کے جواب میں علمائے شیعہ کے اقوال ۳۱

اسی موضوع کے متعلق چند اہم مطالب ۳۳

- سوال ۳۳
- جواب ۳۳
- شراب خوری اور شراب فروشی اسلام کی نظر میں ۳۵

قرآن میں شراب والی آیات امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا عمر ابن خطاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟

بد قسمتی سے تھوڑے عرصے سے امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں نام نہاد کلمہ پڑھنے والوں نے اور اپنے آپکو مسلمان حقیقی سمجھنے والوں نے مسموم تبلیغات کا آغاز کیا ہوا ہے کہ ان سراسر باطل اور غلط تہمتوں کو سن کر یا پڑھ ہر سچے اور حقیقی مسلمان کا دل دھکتا اور روح کانپ جاتی ہے۔ اہل بیت (ع) کے بعض دشمنوں نے بنی امیہ کی منحوس نسل کی پیروی کرتے ہوئے امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب خواری کی ایسی تہمت لگائی ہے کہ جسکو نہ عقل قبول کرتا ہے، نہ شریعت اور نہ تاریخ اسلام قبول کرتی ہے۔ یہ وہ عالم نما انسان ہیں کہ جنکی عقل نہ تو اپنی ہے اور ہی انکی قلم اپنے اختیار میں ہے، یہ وہ جاہل اور متعصب انسان ہیں کہ جنکو معلوم ہی نہیں ہے کہ لفظ اسلام، سین سے لکھا جاتا ہے یا صاد سے اور لفظ علم، عین سے لکھا جاتا ہے یا الف سے۔

کہتے ہیں کہ جس طرح کسی کی محبت اور دوستی انسان کو اندھا بنا دیتی ہے، اسی طرح کسی کا بغض اور دشمنی بھی انسان کو اندھا بنا دیتی ہے، یہ وہابی خشک مقدس بھی ایسے ہی ہیں کہ انکو اہل بیت (ع) اور خاص طور پر شیر خدا، امیر المؤمنین علی (ع) سے عدوات، کینے اور بغض نے اندھا بنا دیا ہے، لیکن جو اس دنیا میں باطنی اور دل کے اندھے ہوں تو، انکے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے کہ :

وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا

"جو اس دنیا میں (باطنی طور) اندھا ہو تو ایسا شخص آخرت میں بھی اندھا محشور ہو گا"۔[1]

جس طرح کہ آپ نے بھی پاکستان میں شائع ہونے والے روز نامہ اخبار جہان میں پڑھا ہو گا یا سنا ہو گا، کہ ایک وہابی عالم نما، جاہل اور خداوند و آخرت سے بے خبر انسان نے امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب پینے کی تہمت لگائی ہے۔ (نعوذ باللہ) اے اس زمانے کے ابو لہب اور ابو جہل: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔

---

[1]۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۲۔

ایک دوسرے عالم نے ٹی وی کے ایک پروگرام میں و لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاری، کی آیت کے بارے میں کہا ہے کہ : ایک دن علی نشے اور مستی کی حالت میں رسول خدا کے پاس مسجد میں گئے۔ رسول خدا علی کو اس حالت میں دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں کو نشے اور مستی کی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

اے اس زمانے کے ابولہب اور ابوجہل: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔

جواب:

یہ رسول خدا (ص) کے اہل بیت کے بارے میں کوئی نئی بات اور کوئی نئی تہمت نہیں ہے، بلکہ ۱۴۰۰ سال سے دشمنان اہل بیت اس طرح کی تعصّبانہ اور بغیر دلیل کے باتیں کرتے آئے ہیں۔ سب سے پہلے اہل بیت کے سر سخت ترین دشمن معاویہ کہ جو خود بہت بڑا شرابی تھا، نے درہم و دینار کی چمک و دھمک دکھا کر آیات قرآن کی غلط تفسیر بیان کروا کر رسول خدا کے شجاع ترین، عالم ترین، عادل ترین اور با فضیلت ترین صحابی امیر المؤمنین علی (ع) پر طرح طرح کی تہمتیں لگوائیں کہ ان میں سے ایک یہی شراب پینے والی تہمت تھی۔

آج یہ جو وہابی امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب پینے کی تہمتیں لگا رہے ہیں، یہ اصل میں اپنے ناصبی و منافق امام ابن تیمیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔

معاویہ لعین کے بعد ۸ ویں ہجری میں تاریخ اسلام کے متعصب ترین دشمن اہل بیت ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ میں امیر المؤمنین علی پر واضح طور پر شراب پینے کی تہمت کا تکرار کیا۔ اس نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ :

وقد انزل الله تعالی فی علی: یا ایها الذین ءامنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون" لما صلی فقرأ وخلط۔

اور خداوند نے علی کے بارے میں نازل کیا ہے کہ : "اے ایمان والو مستی و نشے کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاؤ، تاکہ تم کو معلوم تو ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ اور کیا کہہ رہے ہو، کیونکہ جب اس نے نماز پڑھی تو اس نے نماز میں غلطیاں کیں تھیں"۔[1]

ہم سب سے پہلے اس قول کا نقضی جواب دیتے ہیں اور ثابت کریں گے شراب کی حرمت کے بارے میں نازل ہونے والی آیات امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں نازل نہیں ہوئیں بلکہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ عمر ابن خطاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ایک کہاوت ہے کہ علمائے اہل سنت نے جلدی سے ان آیات کے شان نزول کو علی (ع) کے بارے میں اس لیے بیان و ذکر کر دیا ہے تاکہ لوگ اصل بندے اور شراب خوار کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں! انھوں نے چاہا ہے کہ علی (ع) پر اس تہمت کے ذریعے سے عمر ابن خطاب، ابو بکر اور معاویہ کے دامن کو شراب خواری کے داغ سے پاک کر سکیں اور بنی امیہ کی پیروی کرتے ہوئے امیر المؤمنین علی (ع) کی آبرو کو داغدار کر سکیں۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

خداوند اپنے نور کو مکمل کر کے ہی رہے گا۔[2]

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پھر بعد والے مرحلے میں امیر المؤمنین علی (ع) کے شراب پینے والی روایت کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اقوال کو ذکر کریں گے اور اس بارے میں موجود روایات پر بھی بحث کریں گے۔

شراب کی آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟

بے شک امیر المؤمنین علی (ع) پر اس باطل اور غلط تہمت کا سر چشمہ جس طرح کہ عالم اہل سنت حاکم نیشاپوری نے کہا ہے کہ خوارج ہیں اور ہماری نظر وہ سر چشمہ بنی امیہ کا نحس خاندان ہے کہ جہنوں نے ایک طرف سے امیر المؤمنین علی (ع) کے بلند مقام کو لوگوں اور تاریخ کی نگاہ میں نیچا کرنے اور اپنے باطنی بغض

---

[1]۔ منہاج السنۃ، ج ۴، ص ۶۵۔

[2]۔ سورہ صف آیت ۸۔

و کینے کو ظاہر کرنے کے لیے اور دوسری طرف سے اپنے خلیفہ عمر ابن خطاب کے دامن کو پاک کرنے کے لیے اس طرح کی تہمت امیر المؤمنین علی پر لگائی تھی۔

کیونکہ کتب شیعہ اور اہل سنت کی معتبر روایات کے مطابق، یہ عمر ابن خطاب تھا کہ جو ہمیشہ شراب پیتا تھا اور شراب کے حرام ہونے والی آیات بھی اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

چونکہ امیر المؤمنین علی (ع) پر یہ باطل اور غلط تہمت وہابیوں نے لگائی ہے، اس لیے ہم انہی کی کتب سے چند روایات کو اس بارے میں ذکر کرنے پر اکتفائ کرتے ہیں اور شیعہ کتب سے روایات کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے:

ابوبکر اور عمر کا دوسرے ۹ مسلمانوں کے ساتھ مل کر شراب پینا

اہل سنت کے بہت سے علمائ نے لکھا ہے کہ ۱۱ مسلمانوں نے ابو طلحہ کے گھر اکٹھے ہو کر شراب پی اور پینے کے بعد نشے کی حالت میں مست ہو گئے تھے۔

ان میں سے ایک شخص کہ جس نے دوسروں کی نسبت بہت زیادہ شراب پی تھی اور بہت زیادہ نشے کی حالت میں مست ہوا تھا، اس نے جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار کے بارے میں اشعار کہے۔ جب یہ خبر رسول خدا (ص) تک پہنچی تو وہ بہت غصے سے آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک چیز تھی کہ جو انھوں نے اس اشعار پڑھنے والے بندے (ابو بکر) کو دے ماری۔

شراب پینے والے دس بندوں میں سے ۹ کے نام واضح ہیں کہ جن کے اسمائ کو ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری، ج۱۰، ص۳۰، باب نزل تحریم الخمر، میں ایک ایک کر کے ذکر کیا ہے۔ وہ اسمائ یہ ہیں:

۱. ابو عبیدہ جراح
۲. ابو طلحہ، زید بن سہل (میزبان محفل)
۳. سہیل بن بیضائ
۴. ابی بن کعب
۵. ابو دجانہ بن خرشہ
۶. ابو ایوب انصاری

۷. معاذ بن جبل

۸. انس بن مالک کہ جو اس شراب والی محفل میں شراب کے جام بھر بھر کر دوسروں کو دیتا تھا

۹. عمر بن الخطاب

۱۰. ابو بکر۔

ابن حجر نے ان اسمائ کو ذکر کرنے کے بعد بہت ہی کوشش کی ہے کہ ثابت کرے کہ اس ابو بکر سے مراد، ابو بکر ابن شعوب ہے، نہ کہ خلیفہ اول ابو بکر ابن ابی قحافہ، لیکن مطالب کو بیان کرتے کرتے آخر میں قبول کر ہی لیتا ہے اور کہتا ہے کہ کیونکہ اس محفل میں عمر ابن خطاب موجود تھا، پس اس ابو بکر سے مراد، ابو بکر ابن ابی قحافہ مسلمانوں کا پہلا خلیفہ ہی تھا۔

ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری میں کہا ہے کہ :

قَوْلُهُ كنت أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَة هُوَ بن الْجَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ هُوَ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ أُمِّ أَنَسٍ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَذَا اقْتَصَرَ فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ عَلَى هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فَأَمَّا أَبُو طَلْحَةَ فَلِكَوْنِ الْقِصَّةِ كَانَتْ فِي مَنْزِلِهِ كَمَا مَضَى فِي التَّفْسِيرِ مِنْ طَرِيقِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَأَمَّا أَبُو عُبَيْدَةَ فَلِأَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ كَمَا أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَنَسٍ وَأَمَّا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَكَانَ كَبِيرَ الْأَنْصَارِ.... عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا فِيهِمْ وَهُوَ مُنْكَرٌ مَعَ نَظَافَةِ سَنَدِهِ وَمَا أَظُنُّهُ إِلَّا غَلَطًا وَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ فِي تَرْجَمَةِ شُعْبَةَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرَّمَ أَبُو بَكْرٍ الْخَمْرَ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمْ يَشْرَبْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَيَحْتَمِلُ إِنْ كَانَ مَحْفُوظًا أَنْ يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ زَارَا أَبَا طَلْحَةَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَمْ يَشْرَبَا مَعَهُمْ۔

ثُمَّ وَجَدْتُ عِنْدَ الْبَزَّارُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ تُحَيِّي بِالسَّلَامَةِ أُمَّ بَكْرٍ الْأَبْيَاتَ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ الْحَدِيثُ وَأَبُو بكر هَذَا يُقَال لَهُ بن شَغُوبٍ فَظَنَّ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَلَيْسَ كَذَلِكَ لَكِنْ قَرِينَةُ ذِكْرِ عُمَرَ تَدُلُّ عَلَى عَدَمِ الْغَلَطِ فِي وَصْفِ الصِّدِّيقِ فَحَصَّلْنَا تَسْمِيَةَ عَشَرَةٍ۔

پھر میں نے بزار کے واسطے سے ایک دوسری نقل پڑھی کہ انس نے کہا ہے کہ میں اس دن شراب کی محفل میں ساقی تھا اور اس دن شراب پینے والوں میں ایک شخص ابو بکر تھا کہ جب اس نے بہت زیادہ شراب پی تو یہ شعر پڑھا:

"ابو بکر کی ماں پر سلامتی کے ساتھ درود پڑھنا چاہیے"۔ اس وقت ایک مسلمان بندہ اس محفل میں داخل ہوا اور کہا: کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ خداوند کی طرف سے شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا ہے؟

اس روایت میں ابو بکر سے مراد، ابو بکر ابن شعوب ہے، البتہ بعض نے خیال کیا ہے کہ یہ وہی ابو بکر صدیق ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ لیکن کیونکہ ان شراب پینے والوں میں عمر ابن خطاب کا بھی نام ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش نہیں ہے کہ اس ابو بکر سے مراد، وہی ابو بکر صدیق ہے۔ گذشتہ تمام مطالب سے ان دس بندوں کے نام کو واضح سمجھا جا سکتا ہے"۔[1]

مندرجہ ذیل دس شراب پینے والے افراد کے نام گذشتہ مطالب کی روشنی میں واضح ہو جاتے ہیں:

۱. ابو بکر ابن ابی قحافہ ۵۸ سال کی عمر میں
۲. عمر ابن الخطاب ۴۵ سال کی عمر میں
۳. ابو عبیدہ جراح (مدینہ میں قبریں کھودنے والا) ۴۸ سال کی عمر میں
۴. ابو طلحہ زید بن سہل، میزبان محفل ۴۴ سال کی عمر میں
۵. سہل بن بیضائ
۶. ابی ابن کعب
۷. ابو دجانہ سماک بن خرشہ
۸. ابوایوب انصاری

---

[1]- فتح الباري شرح صحيح البخاري ج۱۰ ص۳۷ المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، الناشر: دار المعرفة — بيروت، ۱۳۷۹، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، عدد الأجزاء: ۱۳؛ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۵ ص۵۲ المؤلف: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى: ۸۰۷ھ)، المحقق: حسام الدين القدسي، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴م، عدد الأجزاء: ۱۰۔

۹. ابو بکر ابن شعوب

۱۰. انس بن مالک، ساقی محفل ۱۸ سال کی عمر میں، اس محفل میں سب سے کم عمر تھا۔

شراب والی آیات کا شان نزول عمر ابن خطاب کے بارے میں ہے:

زمخشری عالم اہل سنت ہے کہ جسکا ذہبی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلائ، ج ۲۰، ص ۱۹۱ میں بہت جلالت و عظمت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اسے لفظ علامہ کا لقب دیا ہے، اس علمی مقام والے زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الأبرار میں لکھا ہے کہ:

أنزل الله تعالى فی الخمر ثلاث آيات، أولها يسألونک عن الخمر والميسر، فكان المسلمون بين شارب وتارک، إلى أن شرب رجل ودخل فی الصلاة فهجر، فنزلت: يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى، فشربها من شرب من المسلمين، حتى شربها عمر فأخذ لحى بعير فشج رأس عبد الرحمن بن عوف، ثم قعد ينوح على قتلى بدر بشعر الأسود بن عبد يغوث۔

وكائن بالقليب قليب بدر... فبلغ ذلک رسول الله صلى الله عليه وسلم، فخرج مغضباً يجر ردائه، فرفع شيئاً كان فی يده ليضربه، فقال: أعوذ بالله من غضب الله ورسوله. فأنزل الله تعالى: إنما يريد الشيطان، إلى قوله: فهل أنتم منتهون. فقال عمر: انتهينا!۔

"خداوند متعال نے شراب کے بارے میں تین آیات کو نازل کیا ہے۔ پہلی آیت: آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، پس مسلمانوں میں سے بعض نے شراب پی اور بعض نے شراب نہیں پی، یہاں تک کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے شراب پی اور نماز کے لیے کھڑا ہوا اور نماز میں ہذیان کہنے لگا، پس آیت نازل ہوئی کہ: اے ایمان والو، مستی و نشے کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاؤ، پھر بھی بعض مسلمانوں نے شراب پی، یہاں تک کہ عمر ابن خطاب نے شراب پی اور پھر عبد الرحمٰن ابن عوف کے سر کو اونٹ کے بدن کی ایک ہڈی مار کر پھاڑ دیا اور پھر بیٹھ کر جنگ بدر میں ہلاک ہونے کفار کی یاد میں اسود ابن عبد یغوث کے اشعار پڑھنا شروع کر دیا کہ: وہ جو اس کنوئیں میں تھے، بدر والے کنوئیں میں۔

جب یہ خبر رسول خدا نے سنی تو غصے سے اس حالت میں کہ انکی چادر زمین پر رگڑتی جارہی تھی، باہر آئے اور عمر کو مارنے کے لیے زمین سے ایک چیز اٹھالی۔

عمر نے جب رسول خدا کو اس غصے کی حالت میں دیکھا تو کہا: خداوند اور اسکے رسول کے غضب سے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اسی وقت خداوند نے آیت نازل فرمائی کہ: بے شک شیطان چاہتا ہے کہ...... کیا تم اسکے منع کرنے سے رک جاؤ گے؟ پھر عمر نے کہا کہ: ہاں ہم رک جائیں گے، ہم رک جائیں گے۔ یعنی شراب نہیں پئیں گے"۔[1]

اور ابی حامد غزالی اہل سنت کے بزرگ عالم نے اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں لکھا ہے کہ:

فکان فی المسلمین شارب و تارک، الی ان شرب رجل فدخل فی الصلاۃ فھجر، فنزل قوله تعالی: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى... » الآیه (النساء / ۴۳) فشربھا من شربھا من المسلمین، و ترکھا من ترکھا، حتی شربھا عمر رضی الله عنه فأخذ بلحی بعیر و شج بھا رأس عبدالرحمن بن عوف ثم قعد ینوح علی قتلی البدر۔

فبلغ ذلک رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فخرج مغضبا یجر ردائه، فرفع شیئا کان فی یده فضربه به، فقال: اعوذ بالله من غضبه، و غضب رسوله، فأنزل الله تعالی: «إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ» (المائدہ، ۹۱) الآیة، فقال عمر رضی الله عنه: انتھینا انتھینا۔

"بعض مسلمان شراب پیتے تھے اور بعض مسلمان شراب نہیں پیتے تھے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے شراب پئی اور نشے کی حالت میں نماز میں نامناسب الفاظ کہنا شروع کر دیا، پس آیت نازل ہوئی کہ: لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ۔

---

[1] - ربیع الأبرار، زمخشری، ج۱، ص۳۹۸، طبق برنامہ المکتبۃ الشاملۃ الکبری، الإصدار الثانی؛ تاریخ المدنیۃ، ابن شبہ، ج۳، ص۸۶۳ طبق برنامہ المکتبۃ الشاملۃ الکبری، الإصدار الثانی۔

لیکن پھر بھی بعض مسلمان شراب پیتے رہے اور بعض نہیں پیتے تھے، یہاں تک کہ عمر ابن خطاب نے شراب پئی اور پھر عبد الرحمٰن ابن عوف کے سر کو اونٹ کے بدن کی ایک ہڈی مار کر پھاڑ دیا اور پھر بیٹھ کر جنگ بدر میں ہلاک ہونے کفار کی یاد میں رونا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر رسول خدا نے سنی تو غصے سے اس حالت میں کہ انکی چادر زمین پر رگڑتی جا رہی تھی، باہر آئے اور عمر کو مارنے کے لیے زمین سے ایک چیز اٹھا لی۔

عمر نے جب رسول خدا کو اس غصے کی حالت میں دیکھا تو کہا: خداوند اور اسکے رسول کے غضب سے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اسی وقت خداوند نے آیت نازل فرمائی کہ: بے شک شیطان چاہتا ہے کہ، کیا تم اسکے منع کرنے سے رک جاؤ گے؟ پھر عمر نے کہا کہ: ہاں ہم رک جائیں گے، ہم رک جائیں گے۔ یعنی شراب نہیں پئیں گے"۔[1]

عمر کا اپنی خلافت کے دور میں شراب پینا

البتہ یہ جو عمر ابن خطاب نے کہا ہے کہ انتھینا، یعنی ہم شراب پینے سے رک جائیں گے، کیا حقیقت میں بھی ایسا ہی ہوا ہے؟ یہ بات واضح نہیں ہے، کیونکہ خود اہل سنت کے علمائ نے اعتراف کیا ہے کہ عمر حتی اپنی خلافت کے زمانے میں بھی زمانہ جاہلیت سے پڑی ہوئی شراب پینے کی عادت کو ترک نہیں کر سکا تھا۔

قول عمر: یہ کتنی اچھی شراب ہے

مالک ابن انس نے اپنی کتاب الموطا کہ جو اہل سنت کے بہت سے علمائ کے مطابق مثل صحاح ستہ ہے، میں لکھا ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ: أَنَّ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُومِيَّ, فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذاً وَہُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ. فَقَالَ لَهُ: أَسْلَمُ إِنَّ ہَذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَحَمَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحاً عَظِيماً. فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ. فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ ہَذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ. فَشَرِبَ مِنْهُ۔

---

[1] ۔ کتاب مکاشفۃ القلوب باب ۹۱، باب عقوبۃ الشارب الخمر، ص ۴۵۹۔

"عبد الرحمٰن ابن قاسم سے نقل ہوا ہے کہ: عمر کے غلام اسلم نے اسے بتایا تھا کہ اس نے عبد اللہ ابن عیاش مخزومی کو مکے جاتے ہوئے راستے میں دیکھا تھا، اور اس نے کہا کہ میں نے اسکے پاس نبیذ کو بھی دیکھا تھا!!! پس اسلم نے اسے بتایا کہ: یہ (نبیذ) ایسی چیز ہے کہ جسکو عمر بھی بہت پسند کرتا ہے۔ عبد اللہ ابن عیاش ایک بڑے برتن کو نبیذ سے بھر کر عمر کے پاس لایا اور لا کر اسکے سامنے رکھ دیا۔ عمر نے اس برتن کو اپنے منہ کے نزدیک لایا اور کہا: یہ کتنی اچھی شراب ہے، پھر عمر نے شراب کو پیا"۔[1]

ایک شخص کا عمر کی مشک سے شراب پی کر مست ہونا:

بخاری کے استاد ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ایک روایت کو نقل کیا ہے کہ:

حدثنا أبو بكر قال حدثنا ابن مسهر عن الشيباني عن حسان بن مخارق قال: بلغني أن عمر بن الخطاب سائر رجلا في سفر وكان صائما، فلما أفطر أهوى إلى قربة لعمر معلقة فيها نبيذ قد خضخضها البعير، فشرب منها فسكر، فضربه عمر الحد، فقال له: إنما شربت من قربتك، فقال له عمر: إنما جلدناك لسكرك۔

عمر ایک روزے دار شخص کے ساتھ سفر کر رہا تھا، افطار کے بعد اس شخص نے عمر کی مشک سے، کہ جس میں شراب تھی اور عمر نے اس مشک کو اپنے اونٹ پر لٹکایا ہوا تھا اور اونٹ نے بھی اس مشک کو راستے میں صحیح طریقے سے ہلا ہلا کر حل کیا ہوا تھا، شراب کو پیا تو وہ نشے کی حالت میں مست ہو گیا۔ عمر نے اس پر حدّ جاری کی یعنی اسکو چند کوڑے مارے، تو اس شخص نے کہا کہ: میں نے تمہاری مشک سے شراب کو پیا ہے۔[2]

ابن عبد ربہ نے بھی کہا ہے کہ:

وقال الشعبي: شرب أعرابي من إداوة عمر، فانتشى، فحده عمر. وإنما حده للسكر لا للشراب۔

---

[1]۔ کتاب الموطأ، الإمام مالک، ج ۲ ص ۸۹۴ والاستذکار، ابن عبد البر، ج ۸ ص ۲۴۷۔

[2]۔ المصنف لابن أبي شيبة ج ۶ ص ۵۰۲۔

"شعبی نے کہا ہے کہ: ایک صحرا نشین نے عمر کی مشک سے شراب پئی اور وہ نشے میں مست ہو گیا!!! عمر نے اس پر حدّ جاری کی!!! اور عمر نے اس پر صرف مست ہونے کی وجہ سے حدّ جاری کی نہ اسکے شراب پینے پر"۔[1]

شاید خود عمر اس مشک سے جب شراب پیتا تھا تو مست نہیں ہوتا تھا۔

عمر حتی برتن کے نیچے بچی ہوئی شراب کا گندھا حصہ تک بھی پی جاتا تھا، (تلچھٹ)

جس طرح سے اشعار فارسی اور عربی میں بھی مشہور ہے کہ جب ایک شخص بہت زیادہ شراب پینے کا عادی ہو چکا ہو تو اسکے لیے شراب کا تلچھٹ (برتن کے نیچے بچی ہوئی شراب کا گندھا حصہ) پینا بھی آسان اور معمولی ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کی روایات میں ذکر ہوا ہے کہ عمر شراب پینے کے علاوہ اسکی تلچھٹ پینے میں بھی مشہور تھا:

حدثنا بن مبشر نا أحمد بن سنان نا عبد الرحمن بن مهدی نا عبد الله بن عمر عن زيد بن أسلم عن أبيه قال كنت أنبذ النبيذ لعمر بالغداة ويشربه عشية وأنبذ له عشية ويشربه غدوة ولا يجعل فيه عكرا۔

"زید بن اسلم نے اپنے باپ (عمر کا غلام) سے نقل کیا ہے کہ: میں عمر کے پینے کے لیے شراب دن کو تیار کرتا تھا اور وہ اسکو رات کو پیتا تھا اور رات کو شراب تیار کرتا تھا اور وہ اسکو صبح کو پیتا تھا اور حتی عمر برتن میں شراب کی تلچھٹ کو بھی باقی نہیں چھوڑتا تھا، یعنی اسکو بھی پی جاتا تھا"۔[2]

عمر نبیذ کو غذا ہضم کرنے کے لیے پسند کرتا تھا

بیہقی نے اپنی کتاب سنن میں لکھا ہے کہ:

وأما الرواية فيه عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه فأخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو العباس محمد يعقوب ثنا الحسن بن مكرم ثنا أبو النضر ثنا أبو خيثمة ثنا أبو

[1] ۔العقد الفرید باب احتجاج المحللین للنبیذ۔

[2] ۔ سنن الدار قطنی ج ۴ ص ۲۵۹ ش ۷۰۔

إسحاق عن عمرو بن ميمون قال قال عمر رضی الله عنه إنا لنشرب من النبيذ نبيذاً يقطع لحوم الإبل فی بطوننا من أن تؤذينا۔

عمر کہتا تھا کہ : "میں اس نبیذ (شراب) کو اس لیے پیتا ہوں تا کہ اونٹ کا گوشت کہ جو میرے پیٹ میں ہے، وہ ہضم ہو سکے اور اس گوشت سے مجھے تکلیف بھی محسوس نہ ہو"۔[1]

وأما الآثار فمنها ما روی عن سيدنا عمر رضی الله عنه أنه كان يشرب النبيذ الشديد ويقول إنا لننحر الجزور وإن العنق منها لآل عمر ولا يقطعه إلا النبيذ الشديد۔

روایت ہوئی ہے کہ : "ہمارے آقا عمر رضی اللہ عنہ بہت گاڑھی قسم کی نبیذ (شراب) پیتا تھا اور کہتا تھا کہ : ہم اونٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور اسکی گردن کا گوشت عمر کے خاندان کو ملتا ہے اور اس گوشت کو خالص اور غلیظ نبیذ کے علاوہ کوئی اور چیز ہضم نہیں کر سکتی"۔[2]

اور متقی ہندی نے بھی لکھا ہے کہ :

عن عمر قال: اشربوا هذا النبيذ فی هذه الأسقية فإنه يقيم الصلب ويهضم ما فی البطن وإنه لم يغلبكم ما وجدتم الماء۔

عمر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ : "نبیذ کو جام میں بھر بھر کر پیئیو کیونکہ یہ نبیذ کمر کو مضبوط کرتی ہے اور جو کچھ بھی پیٹ میں ہو، اسے ہضم کرتی ہے اور جب تک تمہارے پاس اس (نبیذ) میں ملانے کے لیے پانی موجود ہو تو، وہ تم کو مست بھی نہیں کرتی"۔[3]

عمر اپنی خلافت کے دور میں شراب میں پانی ملا کر پیتا تھا

سب سے زیادہ قابل ذکر یہ نکتہ ہے کہ اہل سنت کے ایک بزرگ عالم محمد بن محمود خوارزمی نے اپنی کتاب جامع مسانید أبو حنیفہ، میں کہا ہے کہ :

---

[1] ۔ سنن البیہقی، ج ۸، ص ۲۹۹۔
[2] ۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۱۱۶۔
[3] ۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۱۱۶۔

عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب، أتي بأعرابي قد سكر فطلب له عذر فلما أعياه قال: احبسوه فإن صحى فاجلدوه، ودعا عمر بفضله ودعا بماء فصبه عليه فكسره ثم شرب وسقى أصحابه، ثم قال: هكذا فاكسروه بالماء إذا غلبكم شيطانه. قال: وكان يحب الشراب الشديد۔

"ایک صحرا و بادیہ نشین کو کہ جو شراب پی کر نشے کی حالت میں مست تھا، عمر کے پاس لایا گیا، بعض نے عمر سے کہا کہ اسکو بخش دو، لیکن عمر نے انکی بات کو قبول نہ کیا اور عمر نے کہا: اسکو زندان میں ڈال دو، یہاں تک کہ اسکا نشہ ختم ہو جائے پھر اسکو کوڑے مارو۔ پھر خود عمر نے پانی مانگا اور اسکو اسی شراب میں ملا کر خود بھی شراب پی اور دوسروں کو بھی پلائی۔

پھر عمر نے کہا: اگر شراب کا شیطان تم پر غالب آئے تو اس میں اس طرح سے پانی ملا کر پیئو!!! خود عمر گاڑھی اور خالص شراب کو پسند کرتا تھا"۔[1]

اور مذہب حنفی کے مشہور فقیہ سرخسی نے اپنی کتاب المبسوط میں کہا ہے کہ:

وقد بينا أن المسكر ما يتعقبه السكر وهو الكأس الأخير وعن إبراهيم رحمه الله قال أتي عمر رضي الله عنه بأعرابي سكران معه إداوة من نبيذ مثلث فأراد عمر رضي الله عنه أن يجعل له مخرجاً فما أعياه إلا ذهاب عقله فأمر به فحبس حتى صحا ثم ضربه الحد ودعا بإداوته وبها نبيذ فذاقه فقال أوه هذا فعل به هذا الفعل فصب منها في إناء ثم صب عليه الماء فشرب وسقى أصحابه وقال إذا رابكم شرابكم فاكسروه بالماء۔

"اور ہم نے بیان کیا ہے کہ: نشہ آور وہ چیز ہے کہ جس کے پینے سے انسان مست ہو جاتا ہے!!! یعنی آخری جام و پیالہ، پس اس سے پہلے تک نشہ آور اور حرام نہیں ہے۔

اور ابراہیم سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ: ایک نشے میں مست بادیہ نشین کو عمر کے پاس لایا گیا اور اسکے پاس خالص نبیذ کی ایک مشک بھی تھی، پس عمر نے چاہا کہ اس بادیہ نشین کو کسی طریقے سے نجات دے، لیکن کوئی بھی ترکیب اسکے ذہن میں نہیں آئی کیونکہ وہ نشے کی حالت میں تھا، پس

---

[1]۔ جامع المسانيد أبي حنيفة، ج ۲، ص ۱۹۲۔

عمر نے حکم دیا کہ اسے ہوش میں آنے تک زندان میں ڈال دو اور پھر اس پر شراب خواری کی حدّ جاری کی یعنی اسے کوڑے مارے۔ پھر عمر نے اسکی مشک منگوا کر اس میں سے نبیذ کو چکھ کر کہا: ہائے!! اس نبیذ نے اسکے ساتھ کیا کیا ہے!!! پھر اس مشک سے تھوڑی نبیذ ایک برتن میں ڈال کر اور اس میں پانی ملا کر خود بھی نبیذ (شراب) کو پیا اور اپنے دوستوں کو بھی پلایا اور کہا: جب بھی تم لوگوں کا اس شراب کو پینے کا دل کرے تو پہلے اس میں پانی ملا کر اسکے نشے کو ختم کر لیا کرو اور پھر پیا کرو"۔[1]

اور اسی طرح اس نے کہا ہے کہ:

وعن عمر (رض) أنه أتي بنبيذ الزبيب فدعا بماءٍ وصبه عليه وشرب، وقال: أن لنبيذ زبيب الطائف غراما۔

عمر سے روایت ہوئی ہے کہ: "اسکے لیے نبیذ کو لایا گیا، پھر پانی کو لایا گیا اور اسے نبیذ میں ملایا گیا اور اسے عمر نے پیا اور پھر کہا: شہر طائف کی کشمش سے بنی ہوئی شراب بہت قیمتی اور اہم ہے"۔[2]

حالت احتضار میں بھی عمر کا شراب پینا

قابل ذکر ہے کہ عمر نے حتی اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی شراب شراب پینے کی عادت کو ترک نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ حالت احتضار میں، کہ جو ایک انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے، بھی عمر نے حکم دیا کہ میرے لیے شراب لائی جائے۔

ابن سعد عالم بزرگ اہل سنت نے اپنی معتبر کتاب الطبقات الکبری میں لکھا ہے کہ:

عن عبد الله بن عبيد بن عمير أن عمر بن الخطاب لما طعن قال له الناس يا أمير المؤمنين لو شربت شربة فقال أسقوني نبيذا وكان من أحب الشراب إليه قال فخرج النبيذ من جرحه مع صديد الدم۔

"عبد اللہ ابن عبید بن عمیر سے نقل ہوا ہے کہ: جب عمر ابن خطاب کو چاقو مارا گیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ: اے امیر المؤمنین آپکے لیے اس حالت میں بہتر ہے کہ کوئی پینے والی چیز پی لیں، پس عمر نے کہا کہ مجھے نبیذ (شراب) لا کر دو!!! اور پینے والی چیزوں میں سے نبیذ اسکی پسندیدہ ترین چیز تھی۔ عبد اللہ نے کہا

---

[1]- المبسوط، ج ۲۴، ص ۱۱۔

[2]- المبسوط، ج ۲۴، ص ۸۔

کہ : جب عمر نے اس حالت میں نبیذ پی تو نبیذ اسکے زخموں سے خون کے لوتھڑوں کے ساتھ بہہ کر باہر نکل آتی تھی"۔[1]

اور اہل سنت کی بہت سی دیگر معتبر کتب میں یہ روایت ذکر ہوئی ہے، پس ہم دیکھتے ہیں کہ عمر نے اپنی ہوش سنبھالنے سے لے کر مرتے دم تک شراب پینا نہیں چھوڑا تھا۔

اہل سنت کی کتب میں نبیذ کا معنی

نبیذ کا اہل لغت نے اس طرح سے معنی ذکر کیا ہے:

وإنما سمی نبیذا لأن الذی یتخذہ یأخذ تمرا أو زبیبا فینبذہ فی وعائ أو سقائ علیه المائ ویترکه حتی یفور] ویهدر [فیصیر مسکرا۔

"اسکو نبیذ کہا جاتا ہے، کیونکہ جو بھی اسکو تیار کرتا ہے وہ کھجور اور کشمش کو لے کر ایک برتن یا مشک میں ڈالتا ہے اور پھر اس میں پانی ڈال کر رکھ دیتا ہے تا کہ وہ خود بخود گرم ہو کر ابل جائے کہ اس صورت میں وہ نشہ آور اور مست کرنے والی نبیذ بن جاتی ہے"۔[2]

اور محیی الدین نووی نے کتاب المجموع میں لکھا ہے کہ :

واما الخمر فهی نجسة لقوله عز وجل (إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان) ولأنه یحرم تناوله من غیر ضرر فکان نجسا کالدم واما النبیذ فهو نجس لأنه شراب فیه شدة مطربة فکان نجسا کالخمر۔

"اور شراب نجس ہے، کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے کہ : شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ اگر اس کے پینے کا ضرر نہ ہو تو، حرام ہے، پس یہ بھی خون کی طرح نجس ہے، اور نبیذ، پس وہ بھی نجس ہے، کیونکہ وہ ایسی شراب ہے کہ جو بہت خالص اور گاڑھی قسم کی ہے اور مست کرنے والی بھی ہے، پس اس وجہ سے شراب کی طرح نجس ہے"۔[3]

---

[1]۔ الطبقات الکبری، محمد بن سعد، ج ۳، ص ۳۵۴؛ تاریخ مدینۃ دمشق، ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۴۳۰؛ السنن الکبری، البیہقی، ج ۳، ص ۱۱۳؛ فتح الباری، ابن حجر، ج ۷، ص ۵۲؛ المصنف، ابن ابی شیبۃ الکوفی، ج ۵، ص ۴۸۸؛ الاستیعاب، ابن عبد البر، ج ۳، ص ۱۱۵۴۔

[2]۔ تاج العروس، ج ۵، ص ۵۰۰، مادہ نبذ۔

[3]۔ المجموع، محیی الدین النووی، ج ۲، ص ۵۶۳۔

معاویہ کا شراب خواری کرنا

جس طرح کہ پہلے بھی ہم نے ذکر کیا ہے کہ بے شک امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب خواری کی غلط اور باطل تہمت کا سرچشمہ بنی امیہ کی منحوس نسل ہے۔ اس منحوس نسل میں شراب پینا زمانہ جاہلیت سے ہی ایک رسم میں تبدیل ہو چکا تھا اور حتی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد بھی وہ اپنی اس پکی عادت کو ترک نہیں کر سکے تھے، اسی وجہ سے اپنے غلط اور حرام عمل کی تاویل و توجیہ کرنے کے لیے اسلام کی دوسری شخصیات پر بھی ایسی تہمتیں لگاتے تھے، تا کہ لوگوں کی نظروں میں اپنے اس حرام کے جرم کو کم کر سکیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے جان بوجھ کر امیر المؤمنین علی (ع) پر بھی ایسی تہمت لگائی تھی اور آج ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد ابن تیمیہ اور اسکے پیروکار وہابیوں نے اپنی باطنی نجاست اور اہل بیت کے بارے میں اپنے کینے و بغض کو ظاہر کرنے کے لیے، اس تہمت کا بار بار ذکر کر رہے ہیں تا کہ اپنے خلفائ معاویہ اور یزید و بنی امیہ سے اپنی وفاداری کو ثابت کر سکیں۔

معاویہ کا شراب پینا اور اپنے مہمان سے بھی کہنا کہ وہ بھی شراب پیئے

معاویہ بن ابی سفیان کا شمار بھی ان شراب خواروں میں ہوتا ہے کہ جو اسلام لانے کے بعد اور شراب کے یقینی طور پر حرام ہونے کے بعد بھی بہت زیادہ شراب پیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ ابن بریدہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

”ایک دن میں اپنے والد بریدہ کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے، اس نے ہمارا بہت احترام کیا، پھر کھانا لایا گیا اور ہم نے معاویہ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد شراب لائی گئی، معاویہ نے خود شراب

پیئی اور میرے والد سے بھی کہا کہ تم بھی پیئو۔ میرے والد نے کہا: جس دن سے رسول خدا (ص) نے شراب کو حرام قرار دیا ہے، اس نے دن سے میں نے اس کو منہ تک نہیں لگایا"۔[1]

ہیثمی نے اپنی کتاب مجمع الزوائد میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

رواہ أحمد ورجالہ رجال الصحیح۔

"اس روایت کو احمد نے نقل کیا ہے اور اس روایت کے سارے راوی کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں، یعنی روایت صد در صد صحیح اور معتبر ہے"۔[2]

معاویہ اور شراب کی تجارت (کاروبار) کرنا

ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ دمشق میں لکھا ہے کہ:

عن محمد بن كعب القرظي قال غزا عبد الرحمن بن سهل الأنصاري في زمان عثمان ومعاوية امير على الشام فمرت به روايا خمر تحمل فقال اليها عبد الرحمن برمحه فبقر كل راوية منها فناوشه غلمانه حتى بلغ شأنه معاوية فقال دعوه فإنه شيخ قد ذهب عقله فقال كذب والله ما ذهب عقلي ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلمنهانا ان ندخل بطوننا وأسقيتنا واحلف بالله لئن انا بقيت حتى أرى في معاوية ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبقرن بطنه أو لأموتن دونه۔

"صحابی جلیل القدر عبد الرحمٰن بن سہل انصاری، عثمان کے زمانے میں جنگ کے لیے گیا، اس وقت معاویہ شام کا حاکم تھا، اس صحابی کے نزدیک سے اونٹوں کا ایک قافلہ گزرا کہ جن پر شراب لدی ہوئی تھی، اس نے اپنے نیزے سے ان پر حملہ کر کے شراب کی تمام مشکوں کو پھاڑ دیا!!! اس قافلے کے نگہبانوں نے اسے پکڑا اور اس کی خبر جب معاویہ کو ملی تو اس نے کہا کہ: اسے چھوڑ دو، وہ بوڑھا پاگل ہو گیا ہے

اس صحابی نے جواب دیا: خدا کی قسم معاویہ جھوٹ بول رہا ہے!!! میں پاگل نہیں ہوا ہوں، لیکن میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ انھوں نے ہمیں شراب پینے سے اور حتی اسے اپنے برتن میں ڈالنے سے بھی منع کیا ہے، اور خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا اور معاویہ کو دیکھا تو اسکے بارے میں رسول خدا کے کلام (اگر تم

---

[1]۔ مسند أحمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۴۷ ش ۲۲۹۹۱؛ سیر أعلام النبلاء ج ۵ ص ۵۲؛ تاریخ مدینۃ دمشق ج ۲۷ ص ۱۲۷۔

[2]۔ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۴۲۔

میں سے کوئی بھی معاویہ کو مدینہ میں میرے منبر پر بیٹھا ہوا دیکھے تو، وہ معاویہ کو قتل کر دے) کو ثابت کر کے دکھاؤں گا، یا تو میں اسکے پیٹ کو چاک کر دوں گا اور یا میں اس راہ میں قتل ہو جاؤں گا"۔[1]

امیر المؤمنین علی (ع) پر اہل سنت اور وہابیوں کی طرف سے لگائی گئی تہمت کے بارے میں علمی بحث اور تحقیق

جواب نقضی اور اس مطلب کو ثابت کرنے کے بعد کہ حرمت شراب والی آیات عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں نہ کہ امیر المؤمنین علی (ع) کے بارے میں۔ اب ہم اہل سنت کی ان روایات کے بارے میں بحث کرتے ہیں کہ جن روایات کی روشنی میں اہل سنت اور وہابیوں نے امیر المؤمنین علیہ السلام پر شراب پینے والی غلط و باطل تہمت لگائی ہے۔ سب سے پہلے ہم علمائے اہل سنت کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے ان روایات کو ردّ کیا ہے اور بعد میں ان روایات کی سند کے بارے میں بحث کریں گے :

اس روایت کی ردّ میں علمائے اہل سنت کے اقوال

یہ روایت حتی خود اہل سنت کے علمائ کی نظر میں مردود ہے، جسطرح کہ شوکانی عالم بزرگ اہل سنت نے اس بارے میں لکھا ہے کہ :

وفی إسناده عطائ بن السائب لا یعرف إلا من حدیثه، وقد قال یحیی بن معین لا یحتج بحدیثه۔

"اس روایت کی سند میں عطائ ابن سائب ہے اور اس روایت کو اسکے علاوہ کسی دوسرے نے نقل نہیں کیا، یحیٰ ابن معین نے اسکے بارے میں کہا ہے کہ : اسکی روایت کسی مطلب پر استدلال کرنے کے قابل نہیں ہے، یعنی اسکی نقل کردہ روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا"۔[2]

اور حاکم نیشاپوری نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ :

---

[1]- تاریخ مدینۃ دمشق ج ۴۳ ص ۴۲۰ — فیض القدیر ج ۵ ص ۴۶۳ — الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ج ۴ ص ۳۱۳۔

[2]- نیل الأوطار، ج ۹، ص ۵۶۔

وفی ہذا الحدیث فائدۃ کثیرۃ وہی ان الخوارج تنسب ہذا السکر وہذہ القرائۃ إلی أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب دون غیرہ وقد برأہ اللہ منہا فإنہ راوی ہذا الحدیث۔

"اس روایت میں ایک مہم نکتہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ خوارج نے اس مستی ونشے اور نماز میں ہذیان کہنے کی نسبت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دی تھی، نہ کہ کسی دوسرے کی طرف نسبت دی تھی، لیکن خداوند نے انکو اس باطل تہمت سے پاک و مبرائ کیا ہے، اور یہ روایت جعلی ہے، کیونکہ خود علی (ع) اس روایت کے راوی ہیں۔ (اور وہ خود تو قرآن کی ایک آیت کا غلط شان نزول بیان نہیں کر سکتے، یعنی جو کام انھوں نے انجام نہیں دیا، اسکی نسبت اپنی طرف دیں"۔[1]

اہل سنت کی صحاح ستہ میں امیر المؤمنین علی (ع) پر تہمت والی روایت کے بارے میں بحث

امیر المؤمنین علی (ع) پر اس غلط و باطل تہمت کے بارے میں دو روایات نقل ہوئی ہیں، ایک روایت کتاب صحیح ترمذی اور دوسری روایت کتاب صحیح ابی داود میں ذکر ہوئی ہے۔ ہم ہر دو روایت کی سند کے بارے میں بحث کریں گے۔

ترمذی نے اپنی کتاب سنن میں لکھا ہے کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) لاَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَقْرَبُوا الصَّلاَةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ)۔

"علی بن ابی طالب سے نقل ہوا ہے کہ انھوں نے کہا کہ: عبد الرحمٰن ابن عوف نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا اور ہماری دعوت کی اور ہمیں شراب بھی دی، جب ہم نے شراب پی تو نماز کا وقت ہو گیا۔ عبد

[1]۔ المستدرک، الحاکم النیسابوری، ج ۲، ص ۳۰۷۔

الرحمٰن نے مجھے کہا کہ آپ نماز پڑھائیں اور میں نے نماز میں سورہ کافرون کو ایسے پڑھا: لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پس خداوند نے اس آیت کو نازل کیا:

اے ایمان والو مستی ونشے کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاؤ، تاکہ تم کو معلوم تو ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ اور کیا کہہ رہے ہو"۔[1]

ابو داود نے بھی اپنی کتاب سنن میں لکھا ہے کہ:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ فَقَرَأَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) فَخَلَطَ فِيهَا فَنَزَلَتْ (لاَ تَقْرَبُوا الصَّلاَةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ)۔

"علی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے، انکی اور عبد الرحمٰن ابن عوف کی کھانے پر دعوت کی اور ان دونوں کو شراب کے حرام ہونے سے پہلے، دعوت میں شراب پلائی۔ علی نے نماز مغرب کی امامت کرائی اور علی نے نماز میں سورہ کافرون کو غلط پڑھا: پس خداوند نے اس آیت کو نازل کیا: لا تقربوا الصلاۃ"۔[2]

ان روایات کے معنی ومفہوم کے بارے میں بحث

ان دو روایات کی عبارت میں تضاد اور تناقض موجود ہے، کیونکہ ایک روایت میں دعوت کا میزبان عبد الرحمٰن ابن عوف ہے اور دوسری روایت میں دعوت کا میزبان انصار کا ایک بندہ ہے، اور علم حدیث کے علمائ کی نظر کے مطابق اگر دو روایات کے نقل کرنے والے تمام راوی مشترک و ایک ہی ہوں اور اسکے باوجود دونوں روایات کی عبارت میں فرق ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یا تو ان دونوں روایات کے راوی یا ایک روایت کے راوی یا تو جھوٹے ہیں یا پھر ضعیف حافظے کے مالک ہیں۔

---

[1]۔ سنن الترمذی، الترمذی، ج ۴ ص ۳۰۵۔

[2]۔ سنن أبی داود، ابن الأشعث السجستانی، ج ۲ ص ۱۸۲۔

روایات کی سند کے بارے میں بحث

ابی عبد الرحمٰن سلمی یہ امیر المؤمنین علی (ع) کے دشمنوں میں سے ہے:

ہر دو روایات میں امیر المؤمنین سے اس قصے کو نقل کرنے والا ابی عبد الرحمٰن السلمی ہے کہ جو امام علی (ع) کے دشمنوں میں سے تھا۔ وہ امیر المؤمنین کے لشکر میں سے تھا، لیکن خود اس نے اقرار کیا ہے کہ وہ دلی طور امام سے دشمنی رکھتا تھا:

طبری نے کتاب المنتخب من ذیل المذیل میں خود اس سے نقل کیا ہے کہ وہ امیر المؤمنین کا دشمن تھا:

وأبو عبد الرحمن السلمی واسمه عبد الله بن حبیب... قال رجل لأبی عبد الرحمن أنشدک الله متی أبغضت علیا علیه السلام ألیس حین قسم قسما بالکوفة فلم یعطک ولا أهل قال أما إذ نشدتنی الله فنعم۔

"ابو عبد الرحمٰن السلمی کہ اس کا نام عبد اللہ بن حبیب ہے.... ایک شخص نے ابو عبد الرحمٰن سے کہا کہ: میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کب سے علی کے دشمن ہو؟ کیا اس وقت سے تم انکے دشمن نہیں ہو کہ جب انھوں نے شہر کوفہ میں ایک مال کو تقسیم کیا تھا، لیکن تم کو اور تمہارے خاندان کو اس مال سے کچھ بھی نہیں دیا تھا؟ ابو عبد الرحمٰن نے جواب دیا: ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو"۔[1]

ابراہیم ثقفی نے بھی اپنی کتاب الغارات میں اسکے نام کو ان بزرگ فقہائ میں ذکر کیا ہے کہ جو امیر المؤمنین سے دشمنی رکھتے تھے:

ومنهم (ای المنحرفین عن علی) أبو عبد الرحمن السلمی] القاری [: عن عطائ بن السائب قال: قال رجل لأبی عبد الرحمن السلمی أنشدک بالله تخبرنی فلما أکد علیه قال: بالله هل أبغضت علیا إلا یوم قسم المال فی أهل الکوفة فلم یصبک ولا أهل بیتک منه شئ؟، قال: أما إذا أنشدتنی بالله فلقد کان ذلک۔

---

[1]۔ المنتخب من ذیل المذیل، ص ۱۴۷۔

"ان سے (کہ جو امیر المؤمنین سے جدا ہو گئے تھے) ابو عبد الرحمٰن سلمی ہے، عطائی سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا تھا کہ: ایک شخص نے ابو عبد الرحمٰن سے کہا کہ: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے سچ بولنا، جب سے بہت زیادہ اصرار کیا تو اس نے قبول کر لیا، پھر اس نے کہا کہ: کیا اس وقت سے تم علی کے دشمن نہیں ہو کہ جب انھوں نے شہر کوفہ میں ایک دن بیت المال کو تقسیم کیا تھا، لیکن تم کو اور تمہارے خاندان کو اس مال سے کچھ بھی نہیں دیا تھا؟ ابو عبد الرحمٰن نے جواب دیا: کیونکہ تم نے مجھے قسم دی ہے، میں بھی سچ کہتا ہوں کہ: ہاں ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو"۔

پھر سعد ابن عبیدہ سے نقل کرتے ہوئے، ایک روایت کو ابو عبد الرحمٰن سے نقل کرتا ہے کہ جو ہمارے لیے ابو عبد الرحمٰن کی امیر المؤمنین سے دشمنی کو زیادہ واضح کر کے بیان کرتی ہے:

عن سعد بن عبيدة قال: كان بين حيان و بين أبي عبد الرحمن السلمي شئ في أمر علي عليه السلام فأقبل أبو عبد الرحمن على حيان فقال: هل تدري ما جرأ صاحبك على الدماء؟ يعني عليا عليه السلام قال: وما جرأه لا أبا لغيرك؟، قال: حدثنا أن النبي صلى الله عليه وآله قال لأصحاب بدر: اعملوا ما شئتم فقد غفر لكم، أو كلاما هذا معناه۔

"سعد ابن عبیدہ سے بھی روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ: حیان اور ابو عبد الرحمٰن کے درمیان علی کی وجہ سے جھگڑا رہتا تھا، پس ابو عبد الرحمٰن نے حیان سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم جس { علی (ع) } کی حمایت کرتے ہو، اسکو کس چیز نے لوگوں کا خون بہانے پر جرات دی ہے؟ حیان نے کہا: کس چیز نے انھیں جرات دی ہے؟ اے نجس انسان!

ابو عبد الرحمٰن نے جواب دیا: علی نے ہمارے لیے رسول خدا سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے اصحاب بدر سے فرمایا کہ: تمہارا جو دل ہے کرو، کیونکہ تم کو خداوند نے بخش دیا ہے، یعنی اسی بات نے اسکو لوگوں کا خون بہانے کی جرات دی ہے"۔[1]

[1]-الغارات، ج ۲، ص ۵۶۷۔

اب ہمیں اہل سنت کے علمائے سے سوال کرنا چاہیے کہ: کیا علی کے بارے میں ایسے شخص کی بات اور روایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ کیا شیعہ اور اہل سنت کی معتبر کتب کی معتبر روایات کے مطابق ذکر نہیں ہوا کہ: جو بھی امیر المؤمنین علی (ع) سے دشمنی کرے، وہ منافق ہے؟ کیا ایک منافق شخص کی بات پر اعتماد کر کے امیر المؤمنین علی (ع) پر شراب پینے والی باطل تہمت لگائی جا سکتی ہے؟؟؟

لھذا وہ دو روایات، کہ جو اہل سنت کی صحاح ستۃ میں ذکر ہوئی ہیں، انکی سلسلہ سند میں، اس جیسے منافق راوی کے ہونے کی وجہ سے، غیر معتبر اور غیر قابل اعتماد ہوں گی۔

عطائے بن سائب، پاگل ہو گیا تھا

ان دو روایات کے سلسلہ سند کا دوسرا راوی کہ جس نے ابو عبد الرحمٰن سے اس روایت کو نقل کیا ہے، وہ عطائے ابن سائب ہے۔ مزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال میں اسکے بارے میں لکھا ہے کہ:

و قال عن يحيى أيضا: عطائ بن السائب اختلط، فمن سمع منه قديما فهو صحيح... و قال أبو أحمد بن عدى: أخبرنا ابن أبي عصمة، قال: حدثنا أحمد بن أبي يحيى، قال: سمعت يحيى بن معين يقول: ليث بن أبي سليم ضعيف مثل عطائ بن السائب۔

"یحیٰی سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا کہ: عطائے پاگل ہو گیا تھا اور اگر جس نے بھی اس سے اسکے پاگل ہونے سے پہلے جو روایت سنی ہو، تو وہ صحیح ہے.... میں نے یحیٰی ابن معین سے سنا تھا کہ اس نے کہا تھا کہ: لیث ابن ابی سلیم بھی عطائے ابن سائب کی طرح ضعیف ہے"۔[1]

ہیثمی نے بھی اسکی روایت کو ردّ کرنے کے بارے میں کہا ہے کہ:

رواه أحمد وفيه عطائ بن السائب وقد اختلط۔

"اس روایت کو احمد ابن حنبل نے نقل کیا ہے اور اس روایت کی سند میں عطائے ابن سائب ہے اور وہ بھی پاگل ہو گیا تھا"۔[2]

ابن حجر نے بھی اسکی روایت کے بارے میں کہا ہے کہ:

---

[1]۔ تہذیب الکمال، ج ۲۰ ص ۹۱۔

[2]۔ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۸۳۔

والاضطراب فيه من عطاءً بن السائب فإنه اختلط۔

"اس روایت میں یہ اشکال عطائ ابن سائب کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ پاگل ہو گیا تھا"۔[1]

ذہبی نے بھی اسکی زندگی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

وقال يحيى: لا يحتج به۔

"یحییٰ نے کہا ہے کہ: اسکی روایات کے ساتھ کسی مطلب پر بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا"۔[2]

ابو جعفر الرازی، روایت کو نقل کرنے میں ضعیف تھا

تیسرا راوی کہ جو ترمذی کی نقل کردہ روایت کی سند میں موجود ہے، وہ ابو جعفر رازی ہے کہ اہل سنت کے بہت سے علمائ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ مزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال میں اسکے بارے میں لکھا ہے کہ:

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه: ليس بقوى في الحديث... و قال عمرو بن علي: فيه ضعف، و هو من أهل الصدق، سيئ الحفظ. و قال أبو زرعة: شيخ يهم كثيرا. و قال زكريا بن يحيى الساجي: صدوق ليس بمتقن. و قال النسائي: ليس بالقوى۔

"عبد اللہ بن احمد ابن حنبل نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ: وہ روایت نقل کرنے میں قوی نہیں تھا (یعنی ضعیف تھا).... عمرو ابن علی سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ: وہ (ابو جعفر) ضعیف ہے، اگرچہ وہ سچا انسان ہے لیکن اسکا حافظہ بہت کمزور تھا۔ ابو زرعہ نے کہا ہے کہ: وہ ایک بوڑھا انسان ہے کہ جو روایات نقل کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ زکریا بن یحییٰ ساجی نے کہا ہے کہ: وہ (ابو جعفر) سچا ہے لیکن اسکی بات زیادہ صحیح نہیں ہوتی تھی۔ نسائی نے بھی کہا ہے کہ: وہ روایات نقل کرنے میں قوی نہیں تھا، یعنی ضعیف تھا"۔[3]

ابن حجر عسقلانی نے بھی کہا ہے کہ:

---

[1]۔ الإصابۃ ج ۴ ص ۳۳۸۔

[2]۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۷۱۔

[3]۔ تہذیب الکمال ج ۳۳ ص ۱۹۵۔

و قال ابن حبان: كان ينفرد عن المشاهير بالمناكير، لا يعجبني الاحتجاج بحديثه إلا فيما وافق الثقات. و قال العجلي: ليس بالقوي۔

"ابن حبان نے کہاہے کہ: وہ مشہور علمائ سے غیر قابل قبول روایات کو نقل کرتا تھا۔ میری نظر میں اسکی نقل کردہ روایت سے استدلال کرنا، صحیح نہیں ہے، مگر یہ کہ اسکی نقل کردہ روایات، دوسرے ثقہ راویوں کے موافق ہو۔ عجلی نے بھی کہاہے کہ: وہ روایات نقل کرنے میں قوی نہیں تھا، یعنی ضعیف تھا"۔[1]

سفیان ثوری، مدلس مشہور کہ جو پاگل راویوں سے بھی روایات کو نقل کرتا تھا

ابی داود کی نقل کردہ روایت کی سند میں عطائ بن سائب اور عبد الرحمٰن سلمی کے علاوہ سفیان ثوری بھی ہے کہ جو روایات میں تدلیس کرنے میں مشہور تھا:

سفیان ثوری، مدلس تھا:

اہل سنت کے بزرگ علمائ کے اقوال کے مطابق سفیان ثوری روایات میں، تدلیس کی ایک قسم تدلیس تسویہ کیا کرتا تھا۔ علمائ نے تدلیس کی اس قسم کی تعریف میں کہاہے کہ:

ربّما يسقط... أو اسقط غيره ضعيفاً أو صغير أتحسيناً للحديث۔

"کبھی وہ حدیث سے کچھ الفاظ کو کم کرتا تھا یا اسکے علاوہ کوئی دوسرا یہی کام انجام دیتا تھا، یا اس شخص کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یا چھوٹا ہونے کی وجہ سے"۔[2]

ابن قطان نے تدلیس کی اس قسم کے بارے میں کہاہے کہ:

وہو شرّ أقسامه۔

"یہ تدلیس کی اقسام میں سے بدترین قسم ہے"۔[3]

---

[1]- تہذیب التنذیب، ج ۱۲، ص ۵۷۔

[2]- تدریب الراوی، باب النوع الثانی: المدلس وہو قسمان، ج ۱، ص ۱۸۶۔

[3]- تدریب الراوی، ج ۱، ص ۱۸۷۔

سیوطی نے مزید لکھا ہے کہ:

قال الخطیب وکان الأعمش وسفیان الثوری یفعلون مثل ہذا قال العلائی وبالجملة فهذا النوع أفحش أنواع التدلیس مطلقا وشرہا قال العراقی وہو قادح فیمن تعمد فعله وقال شیخ الإسلام لا شک أنه جرح وإن وصف به الثوری والأعمش فلا اعتذار أنهما لا یفعلانه إلا فی حق من یکون ثقة عندہما ضعیفا عند غیرہما۔

”خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ: اعمش اور سفیان ثوری یہ کام انجام دیا کرتے تھے۔ علائی نے کہا ہے کہ: خلاصہ یہ ہے کہ تدلیس کی یہ قسم، گندگی ترین اور بدترین قسم کی تدلیس ہے۔ عراقی نے کہا ہے کہ: جو بھی جان بوجھ کر اس کام کو انجام دے، تو وہ اپنی روایات کو ضرر پہنچاتا ہے اور اس وجہ سے اسکی روایات قابل اعتماد نہیں رہتیں۔ شیخ الاسلام [ابن حجر عسقلانی] نے کہا ہے کہ: اس میں شک نہیں ہے کہ تدلیس تسویہ کرنا، یہ راوی میں جرح کا باعث بنتا ہے اور اگر سفیان ثوری یا اعمش اسطرح کی تدلیس کرتے ہیں تو اس کام کے کرنے پر ان سے کسی قسم کا بہانہ قبول نہیں کیا جائے گا، یعنی اگر کوئی کہے کہ وہ دونوں اس قسم کی تدلیس اسکے بارے میں کرتے تھے کہ جو انکے نزدیک ثقہ ہوتا تھا، لیکن دوسروں کے نزدیک ضعیف ہوتا تھا۔ اس طرح کے بہانے روایات میں تدلیس کرنے کے بارے میں قبول نہیں کیے جائیں گے۔ اور مالک ابن انس کے قواعد کے مطابق: تدلیس کرنے والے راوی کی روایت بالکل اصلاحجت اور قابل قبول نہیں ہوتی“۔

سخاوی نے اپنی کتاب فتح المغیث میں لکھا ہے کہ:

وممن حکی ہذا القول القاضی عبد الوہاب فی الملخص فقال التدلیس جرح فمن ثبت تدلیسه لا یقبل حدیثه مطلقا قال وہو الظاہر علی أصول مالک۔

”تدلیس، اگر ثابت ہو جائے کہ کسی راوی نے انجام دی ہے تو اسکے لیے بہت بڑا عیب شمار ہوتا ہے اور کسی بھی صورت میں اسکی نقل کردہ روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔ قاضی عبد الوہاب نے کہا ہے کہ: یہ بات مالک ابن انس کے قواعد کے بھی مطابق و موافق ہے“۔[1]

---

[1]۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، باب التدلیس، ج۱، ص ۲۰۳۔

تدلیس کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اقوال

خطیب بغدادی مشہور عالم اہل سنت نے تدلیس کے بارے میں کہا ہے کہ:

سمعت شعبة، يقول: «التدليس في الحديث أشد من الزنا ولأن أسقط من السماء أحب إلي من أن أدلس»

"میں نے شعبہ سے سنا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ: احادیث میں تدلیس کرنا، زنا کرنے سے بدتر ہے، میرے لیے آسمان سے گرنا، تدلیس کرنے سے بہتر اور آسان تر ہے"۔[1]

اس صورت حال میں سفیان ثوری کی روایات پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

سفیان ثوری، پاگلوں سے بھی روایات کو نقل کیا کرتا تھا

ذہبی اہل سنت کا علم رجال کا مشہور عالم ہے، اس نے سفیان ثوری کے بارے میں لکھا ہے کہ:

شبابة، عن شعبة، قال: إذا حدثكم سفيان عن رجل لا تعرفونه فلا تقبلوا منه، فإنما يحدثكم عن مثل أبي شعيب المجنون۔

"شبابہ نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ: جب سفیان تمہارے لیے کسی ایسے راوی سے کہ جسکو تم جانتے نہ ہو تو، حدیث نقل کرے تو، تم اس حدیث کو اس سے قبول نہ کرو، کیونکہ وہ (سفیان) ابی شعیب جیسے پاگل انسانوں سے بھی روایت کو نقل کرتا ہے"۔[2]

سفیان، رسول خدا (ص) کے دشمنوں سے بھی روایت کو نقل کرتا تھا

سفیان ثوری، خالد ابن سلمہ ابن العاص جیسوں سے بھی روایت کو نقل کیا کرتا تھا، کہ بقول ابن عائشہ، یہ خالد، بنی مروان کہ وہ اشعار کہ جو انھوں نے رسول خدا (ص) کا مسخرہ کرنے کے لیے کہے تھے، رسول خدا کا مذاق اڑانے کے لیے پڑھا کرتا تھا۔[3]

ابن حجر عسقلانی نے خالد بن سلمۃ کے بارے میں کہا ہے کہ:

---

[1] - الکفایۃ فی علم الروایۃ، ج ۳، ص ۲۸۷، شمارہ ۱۱۴۳ تا ۱۱۴۱۔

[2] - میزان الاعتدال، ترجمہ الصلت بن دینار، ج ۲، ص ۳۱۷، ص ۳۹۰۶۔

[3] - تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۱۵۷، ترجمہ سفیان الثوری، شمارہ ۲۴۰۷۔

وذکر ابن عائشة انه کان ینشد بنی مروان الاشعار التی ہجی بہا المصطفی صلی الله علیه وسلم۔

"ابن عائشہ نے روایت کی ہے کہ وہ (خالد) بنی مروان کے لیے، وہ اشعار پڑھا کرتا تھا کہ جن میں رسول خدا کی ہجو (توہین و مذمت) ذکر کی گئی تھی"۔[1]

کیا اس جیسے ناصبی اور دشمن رسول خدا(ص) کی روایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

نتیجہ کے طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ ترمذی اور سنن ابی داود کی نقل کردہ ہر دو روایات میں، سند کے لحاظ سے اشکال ہے اور اسی وجہ سے ہر دو روایات غیر معتبر اور غیر قابل قبول ہوں گی۔

امیر المؤمنین علی(ع) پر شراب نوشی کی تہمت کے جواب میں علمائے شیعہ کے اقوال

علامہ سید جعفر مرتضی نے کہا ہے کہ:

ولا نرید أن نفیض فی بیان سر حیاکة ہذہ الأکاذیب، فإنه قد کان ثمة تعمد لإیجاد شرکائ لأولئک الذین ارتکبوا ہذہ الشنیعة، ممن یہتم اتباعہم بالذب عنہم، فلما لم یمکنہم تکذیب أصل القضیة عمدوا إلی إشراک أبریائ معہم، لیخف جرم أولئک من جہة، وسیعا فی تضعیف أمر ہؤلائ من جہة أخری.. ولکن الله یأبی إلا أن یتم نورہ، وینزہ أولیائه، ویطہرہم، ویصونہم من عوادی الکذب والتجنی.. ولیذہب الآخرون بعارہا وشنارہا، ولیکن نصیب محبیہم واتباعہم، والذابین عنہم بالکذب والبہتان، الخزی والخذلان وسبحان الله، وله الحمد، فإنه ولی المؤمنین، والمدافع عنہم۔

"ہم اس جھوٹی تہمت لگانے کی علت اور سبب کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتے، کیونکہ اس کام سے ان لوگوں میں اضافہ ہو گا کہ جنھوں نے اس مکروہ کام کو انجام دیا ہے، یہ وہی لوگ ہیں، جنکے طرف دار انکی

---

[1]- تہذیب التہذیب، ترجمہ خالد بن سلمة، ج ۳، ص ۸۳، شمارہ ۱۸۱۔

بہت زیادہ حمایت کرتے ہیں، جب یہ لوگ اصل ماجرا کا انکار نہیں کر سکے اور نہ ہی اپنے ماننے والوں سے اس مکروہ (شراب نوشی) کام کا انکار کر سکے، تو انھوں نے کوشش کی ہے کہ بعض بے گناہوں (کہ جو اس مکروہ کام سے پاک تھے) پر بھی اس مکروہ کام کی تہمت لگا، انکو بھی اس جرم میں شریک کیا جائے، تا کہ ایک طرف سے انکے جرم کو کم رنگ کر سکیں اور دوسری طرف سے ان بے گناہوں کو بھی لوگوں و تاریخ کی نظر میں مجرم ظاہر کر کے انکے علمی مقام کو ضعیف ظاہر کر سکیں۔

لیکن خداوند اپنے نور کو کامل کر کے ہی رہتا ہے اور وہ اپنے اولیائ کو اس تہمت سے پاک و بری رکھتا ہے اور انکو ان جیسی جھوٹی تہمتوں کے آثار سے محفوظ رکھتا ہے..... وہ اور لوگ ہیں کہ جو ان جیسی تہمتوں کے ننگ و عار و رسوائی کو تحمل کرتے ہیں اور ان جیسے لوگوں کی حمایت اور طرفداری کرنے والوں کہ جو بے گناہوں پر باطل اور غلط تہمتیں لگاتے ہیں، کے لیے بھی رسوائی اور ذلت ہے اور منزہ و پاک ہے وہ ذات کہ حمد اسکی ذات کے لیے مخصوص ہے، پس وہی ذات ہے کہ جو مؤمنین کی سرپرست اور انکا دفاع کرنے والی ہے"۔[1]

اور سید محمد باقر حکیم نے بھی لکھا ہے کہ:

ولا یشک أی مسلم یعرف القلیل عن شخصیة الإمام علی (علیه السلام) بوضع ہذا الحدیث علی لسانه، حیث إن الإمام علی (علیه السلام) تربی فی حجر الرسول منذ أن کان طفلا وتخلق بأخلاقه، فکیف یمکن ان نتصور وقوع ہذا الشئ منه، خصوصاً إذا أخذنا بعین الاعتبار نزول بعض الآیات القرآنیة فی ذم الخمر قبل ہذا الوقت، وإذا لاحظنا وجود بعض النصوص التی تذکر نزول الآیة فی شخص آخر من کبار الصحابة، ممن کان قد اعتاد شرب الخمر فی الجاہلیة عرفنا الہدف السیاسی فیہا۔

"کوئی مسلمان بھی کہ جو امیر المؤمنین علی کی شخصیت سے تھوڑی سی بھی آشنائی رکھتا ہو تو، اسکو کسی قسم کا شک نہیں ہوتا کہ یہ روایت کہ جو خود انکی زبان سے نقل کی گئی ہے، وہ باطل اور جھوٹی ہے، کیونکہ امیر المؤمنین علی بچپن سے ہی رسول خدا کے دامن میں پلے بڑھے تھے اور انکے اخلاق حسنہ سے تربیت یافتہ تھے، پس کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح کا حرام کام اس جیسے بندے سے سرزد ہو؟ مخصوصا اگر

---

[1]۔ الصحیح من سیرۃ النبی الأعظم (ص)، السید جعفر مرتضی، ج ۵ ص ۳۱۵۔

دقت کے ساتھ اس ماجرے سے پہلے شراب کی مذمت کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میں، غور کریں اوران روایات میں غور کریں کہ جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ شراب کی مذمت والی آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، وہ شراب خور بندہ صحابی ہے کہ جو زمانہ جاہلیت سے شراب پینے کی عادت میں مبتلا تھا، تو ہمارے لیے واضح ہو جائے گا کہ اس تہمت کے لگانے کا مقصد صرف اور صرف سیاسی تھا"۔[۱]

اسی موضوع کے متعلق چند اہم مطالب

سوال

کہا جاتا ہے کہ عمر شراب پینے کا بہت عادی تھا؟

جواب

ہاں، شراب عمر کی سب سے پسندیدہ چیز تھی۔ وہ زمانہ جاہلیت اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بہت زیادہ شراب پیتا تھا۔

ابن عمر نے اپنے باپ عمر سے نقل کیا ہے کہ عمر نے کہا ہے کہ:

"بے شک زمانہ جاہلیت میں سب سے زیادہ شراب خور ترین بندہ تھا"۔[۲]

حتی روایات میں ذکر ہوا ہے کہ ایسی محفل اور ایسے دستر خوان پر بیٹھنا کہ جس پر شراب ہو، حرام ہے۔

شیخ یعقوب کلینی نے اپنی کتاب اصول کافی میں روایت نقل کی ہے کہ: منصور عباسی ملعون نے امام صادق (ع) کو ایک محفل میں دعوت کی اور دستر خوان پر شراب کو بھی رکھا۔ امام صادق علیہ السلام اس محفل سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"ملعون ہے، ملعون ہے وہ شخص کہ جو ایسے دستر خوان پر بیٹھے کہ جس پر شراب بھی رکھی گئی ہو"۔[۳]

رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ:

---

[۱]۔علوم القرآن، السید محمد باقر الحکیم، ص ۳۰۳۔

[۲]۔ سنن کبری، ج۱۰ص ۲۱۴؛ سیرہ عمر، ابن جوزی، ص ۶۸؛ کنز العمال، ج ۳ ص ۱۰۷۔

[۳]۔الکافی ج ۶ ص ۲۶۸؛ التہذیب ج ۹ ص ۹۷۔

"جو شخص خداوند اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، اسکو ایسے دستر خوان پر نہیں بیٹھنا چاہیے کہ جس پر شراب رکھی گئی ہو"۔[1]

ایک روایت میں ذکر ہوا ہے کہ: ابلیس نے حضرت موسی (ع) سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

"کیاآپ نہیں چاہتے کہ میں آپکو بتاؤں کہ جس دستر خوان پر شراب ہو، اس پر نہ بیٹھنا، کیونکہ یہاں پر بیٹھنا ہر برائی کی جڑ ہے"۔[2]

آلوسی نے عمل صحابہ اور انکے شراب کے بارے میں واضح آیت نازل ہونے کے بعد بھی، شراب پینے کو دلیل بناتے ہوئے کہا ہے کہ: یہ آیت شراب کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتی اور مزید لکھا ہے کہ: بزرگ صحابہ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی شراب پینا ترک نہیں کیا تھا۔

قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى۔[3]

ومن هنا شربها كبار الصحابة رضي الله تعالى عنهم بعد نزولها، وقالوا: إنما نشرب ما ينفعنا، ولم يمتنعوا حتى نزلت آية المائدة فهي المحرمة۔

"سورہ نسائی کی آیت نازل ہونے کے بعد بھی بلند مرتبہ صحابہ شراب پیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ ہم وہ شراب پیتے ہیں جو ہمیں فائدہ دیتی ہے اور وہ سورہ مائدہ کی آیت کہ جس نے شراب کو حرام قرار دیا تھا، کے نازل ہونے تک شراب پیا کرتے تھے۔ سورہ مائدہ کی اس آیت نے شراب کے حرام کی بہت زیادہ تاکید کر دی تھی"۔[4]

الثَّامِنَةُ— قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا) أعلم الله عز وجل أَنَّ الْإِثْمَ أَكْبَرُ مِنَ النَّفْعِ، وَأَعْوَدُ بِالضَّرَرِ فِي الْآخِرَةِ، فَالْإِثْمُ الْكَبِيرُ بَعْدَ التَّحْرِيمِ، وَالْمَنَافِعُ قَبْلَ التَّحْرِيمِ. وَقَرَأَ حَمْزَةُ وَالْكِسَائِيُّ "كَثِيرٌ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، وَحُجَّتُهُمَا۔ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْخَمْرَ وَلَعَنَ مَعَهَا عَشَرَةً: بَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ وَعَاصِرَهَا وَالْمَعْصُورَةَ لَهُ

[1]۔ الکافی ج۶ ص۲۶۸۔

[2]۔ مستدرک الوسائل ج۱۶ ص۲۰۶۔

[3]۔ سورہ نسائی آیت ۴۳۔

[4]۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم ج۱ ص۵۰۹ المؤلف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الألوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ)، المحقق: علی عبد الباری عطیۃ، الناشر: دار الکتب العلمیۃ — بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۵ھ، عدد الأجزاء: ۱۶ (۱۵ و مجلد فہارس)۔

وَسَاقِيَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ لَهُ وَآكِلَ ثَمَنِهَا. وَأَيْضًا فَجَمْعُ الْمَنَافِعِ يَحْسُنُ مَعَهُ جَمْعُ الْآثَامِ. وَ" كَثِيرٌ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ يُعْطِي ذَلِكَ. وَقَرَأَ بَاقِي الْقُرَّاءِ وَجُمْهُورُ النَّاسِ" كَبِيرٌ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، وَحُجَّتُهُمْ أَنَّ الذَّنْبَ فِي الْقِمَارِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ مِنَ الْكَبَائِرِ، فَوَصْفُهُ بِالْكَبِيرِ أَلْيَقُ. وَأَيْضًا فَاتِّفَاقُهُمْ عَلَى" أَكْبَرُ" حُجَّةٌ لِ" كَبِيرٌ" بِالْبَاءِ بِوَاحِدَةٍ. وَأَجْمَعُوا عَلَى رَفْضِ" أَكْثَرُ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، إِلَّا فِي مُصْحَفِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَإِنَّ فِيهِ" قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَثِيرٌ" وَإِثْمُهُمَا أَكْثَرُ" بِالثَّاءِ مُثَلَّثَةً فِي الْحَرْفَيْنِ۔[1]

شراب خوری اور شراب فروشی اسلام کی نظر میں

دین اسلام دین فطرت ہے جو انسانیت کو پاکیزگی و پاک بازی، عفت و پاک دامنی، شرم و حیااور راست گوئی و راست بازی جیسی اعلیٰ صفات سے متصف اور مزین دیکھنا چاہتا ہے۔اس کے مقابلہ میں بے شرمی، بے حیائی، بے عقلی، بد گوئی اور بے راہ روی جیسی مبغوض و ملعون عادات اور خسیس و رذیل حرکات سے بچنے کا حکم اور امر کرتا ہے۔

اسی بنا پر اسلام نے ہر اس چیز کے کھانے، پینے اور استعمال کی اجازت دی ہے جو حلال، طیب، پاکیزہ اور صاف ستھری ہو، جس کے استعمال سے صحت، قوت، طاقت، فرحت اور انبساط جیسی جسمانی ضروریات پوری ہوتی ہوں اور کردار واخلاق جیسے عمدہ خصال بنتے اور سنورتے ہوں اور اس کے برعکس ہر اس چیز کے استعمال سے منع کیا ہے جس سے صحت ایمانی اور صحت جسمانی کی خرابی، عقل و شعور جیسی نعمت کا زوال اور تہذیب واخلاق جیسے اعلیٰ اوصاف کے بگڑنے یا بدلنے کا اندیشہ اور شائبہ تک پایا جاتا ہو۔

ایک مسلمان کے لیے جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی فرضیت کا عقیدہ رکھنا، ان کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہے، اسی طرح شراب، جوا، سود، زنا اور چوری کی حرمت کا عقیدہ رکھنا، اس کی حرمت کا علم حاصل کرنا اور اس سے بچنا بھی فرض اور ضروری ہے۔

---

[1] ۔ تفسیر القرطبیؒ ج ۳ ص ۶۰ المؤلف: أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبیؒ (المتوفی: ۶۷۱ ھ)، تحقیق: أحمد البردونی وإبراہیم أطفیش، الناشر: دار الکتب المصریۃ — القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۳۸۴ھ — ۱۹۶۴م، عدد الأجزائ: ۲۰ جزئا (فی ۱۰ مجلدات)۔

شراب کے نفع و نقصان، حلال و حرام ہونے کے اوقات، پھر قطعی طور پر ممانعت کا حکم اور حرمت و ممانعت کی حکمت کا ذکر قرآن کریم میں تین مقامات پر آیا ہے:

۱۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ، قُلْ فِيْهِمَآ إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔

"تجھ سے پوچھتے ہیں شراب کا اور جوئے کا، کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدہ سے"۔[1]

اس آیت میں شراب کے بارے میں سوال کے جواب میں خداوند نے واضح طور پر فرمایا کہ اگرچہ شراب اور قمار میں کچھ فائدہ ہے، لیکن ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدہ سے شدید تر ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے اور یہی عقل ہی انسان کو تمام برائیوں اور افعال شنیعہ سے بچاتی ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد بہت سی محتاط طبیعتوں نے مستقل طور پر شراب نوشی ترک کر دی، پھر کسی موقع پر نماز مغرب ہو رہی تھی، امام صاحب نے نشہ کی حالت میں سورۃ الکافرون میں "لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" کی جگہ "أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" پڑھا، جس سے معنی میں بہت زیادہ تبدیلی آگئی، یعنی شرک سے اظہار برأت کی جگہ شرک کا اظہار لازم آیا تو خداوند نے فوراً یہ آیت نازل فرمائی:

۲۔ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوۃَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔

"اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو"۔[2]

چونکہ اس آیت سے بھی شراب کی ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے، جس کی بنائی پر بہت سے بہت سے صحابہ نے کلی طور پر شراب نوشی ترک کر دی اور بہت سوں نے نماز عصر اور نماز مغرب کے بعد شراب پینا اس لیے چھوڑ دیا کہ ان نمازوں کے اوقات قریب قریب ہیں، لیکن پھر بھی شراب پیا کرتے تھے۔

بہر حال قرآن کریم کے اشارات اور قرائن سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب شراب کی حرمت کا قطعی حکم نازل ہونے والا ہے۔

---

[1]۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۔

[2]۔ سورہ نسائی آیت ۴۳۔

تیسرے مرحلہ پر سورۃ المائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

۳- یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ، إِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ أَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِیْ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ، فَھَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ، وَأَطِیْعُوْا اللہَ وَأَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا، فَإِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا أَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

"اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے، سو اب بھی تم باز آؤ گے؟ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو، پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر"۔[1]

عن النبی قال: لا یدخل الجنۃ عاقٌّ و لا قمّار و لا منّان و لا مدمن خمر۔ رواہ الدارمی۔

"چار بندے جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، جوئے باز، صدقہ کر کے جتلانے والا اور ہمیشہ بہت زیادہ شراب پینے والا"۔[2]

شراب خوار کا جنت نہ جانا تو ایک طرف، ایسے شخص پر خداوند نے جنت کو حرام قرار دیا ہے۔

عن ابن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلٰثۃ قد حرم اللہ علیھم الجنۃ، مدمن الخمر و العاق والدیوث الذی یقر فی اہلہ الخبث۔ رواہ أحمد و النسائی۔

"اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام قرار دی ہے، شراب خور، والدین کا نافرمان اور وہ دیوث، جو اپنے گھر میں گندگی کو برداشت کرتا ہے"۔[3]

---

[1]- سورہ مائدہ آیات ۹۰، ۹۱، ۹۲۔

[2]- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح مشکوٰۃ، ص ۳۱۸۔

[3]- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح مشکوٰۃ، ص ۳۱۸۔

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لعن الله الخمر وشاربها وساقیها ومبتاعها وبائعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إلیه۔ رواہ ابو داؤد واللفظ له وابن ماجة، وزاد: وآکل ثمنها۔

"ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے خریدنے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے بنانے والے، اس کے بنوانے والے، اس کے اٹھانے والے اور جس کی طرف لے جائی جائے (ان سب) پر لعنت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ: اس کی قیمت کھانے والے پر بھی لعنت کی ہے"۔[1]

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا۔

"رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ: جو شخص شراب پیئے تو چالیس دن تک اسکی نماز تک قبول نہیں ہوتی"۔[2]

اسی بنائ پر پیغمبر اکرم سے ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ:

شرب الخمر کعابد الوثن۔

"شراب پینا، بت پرستی کی مانند ہے"۔[3]

خلاصہ یہ کہ شرابی جنت میں داخلے سے محروم ہے، شرابیوں کو دوزخیوں کے زخموں کی گندگی پلائی جائے گی، شرابی کی نماز قبول نہیں، شراب نوشی ترک نہ کرنے والوں کے خلاف جہاد کا حکم ہے، شراب بیماریوں کے بڑھنے کا سبب ہے، شراب پینا، پلانا، بیچنا، خریدنا، بنانا، بنوانا، لانا، منگوانا یہ سب کام موجبِ لعنت اور حرام ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے حق میں جب شراب حرام ہے تو اسے بیچ کر اس کی قیمت،

---

[1]- الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۱۷۴۔

[2]- صحیح ترمذی، ج ۲ ص ۱۸۶۔

[3]- حاشیہ تفسیر طبری، ج ۷، ص ۳۱؛ یہی حدیث تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۶۶۹ میں امام صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔

نفع، ٹیکس یا زر مبادلہ حاصل کرنا بھی حرام ہے اور یہ کہ شراب بیچنے والا اور خنزیر بیچنے والا دونوں حکم میں برابر ہیں، کیونکہ دونوں چیزیں مسلمان کے حق میں حرام اور نجس العین ہیں۔

اسلام تجارت، محنت، مزدوری اور حصول رزق سے کبھی منع نہیں کرتا، بلکہ اس کی ترغیب و تحریض کے علاوہ اس کے فضائل بھی بیان کرتا ہے۔ اسلام کسب حلال کی محنت اور جستجو کو ایک بہترین عمل اور فریضہ قرار دیتا ہے۔ ہاں! اسلام حلال اور حرام کے درمیان حد فاصل ضرور قائم کرتا ہے۔

شراب، جوا، قمار، سود، زنا، جسم فروشی غرضیکہ ہر وہ چیز اور طریقہ ان کے نزدیک ٹھیک اور قابل عمل ہے، جس سے حصول زر وابستہ ہو۔

قرآن کریم اور رسول خدا (ص) کے ان صریح ارشادات کے بعد تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی مسلمان اس ام الخبائث کے قریب بھی جا سکتا ہے۔ جب ایک عام مسلمان کے لیے دین اسلام میں یہ حکم ہے تو پھر جو مسلمانوں کا خلیفہ ہو، اسکو کیسا ہونا چاہیے؟ عدالت و خدمت و عدل جیسے القابات کو چرا لینا اور بات ہے اور عملی طور پر اپنے کردار کو دین اسلام کے مطابق صحیح کرنا، یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ:

خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے۔